ترجمہ نگاری کے اُصول وضوابط

مولانا ارشاد احمد سالارزئی
استاذِ جامعہ

’’ترجمة‘‘ باب ’’فعللة‘‘ کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: کسی زبان کا دوسری زبان میں معنی بتانا۔ اسی سے ترجمان اور مُترجِم کے الفاظ ترجمہ کرنے والے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ کسی جماعت، حکومت یا شخصیت کے ذاتی ترجمان کے لیے عربی زبان میں ’’المتحدِّث باسم فلان‘‘ یا ’’الناطق الرسميُّ‘‘ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

ترجمہ کی تعریف

ترجمہ کی اصطلاحی تعریف میں اختلاف ہے:

۱- بعض کے ہاں ترجمہ کسی بات کو عربی زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے، جب کہ تعریب غیرعربی زبان کی بات کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے۔

۲- بعض کے ہاں کسی بھی زبان سے دوسری دوسری زبان میں جذبات، احساسات، خیالات، افکار، احوال اور علوم وفنون کی معلومات کو منتقل کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ جس زبان سے ترجمہ کیا جائے اسے مترجَم منہ زبان اور جس میں ترجمہ کیا جائے اس کو مترجَم الیہ زبان کہتے ہیں۔ جب کہ تعریب اس سے بالکل الگ تھلگ مفہوم رکھتا ہے، وہ یہ کہ کسی بھی عجمی زبان کے اسماء میں معمولی تغیر وتبدل کر کے اسے عربی زبان میں منتقل کر کے استعمال کرنا تعریب کہلاتا ہے، جیسے: ڈیموکریٹک یونانی زبان کا لفظ ہے، عرب نے اسے عربی میں منتقل کر کے اسے ’’ديموقراطية‘‘ بنایا، اسی طرح کمپیوٹر انگریزی کا لفظ ہے، اسے کمبیوتر بنا کر استعمال کیا۔

ترجمہ کی اہمیت وفوائد

ترجمہ دراصل ایک ایسا ذریعہ ہے جو ایک زبان کے علمی و ادبی یا دوسرے کسی بھی تحریری سرمایہ کو دوسری زبان میں منتقل کر دیتا ہے۔ اس کی اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے کہ اس کی بدولت ایک قوم دوسری قوم کی علمی وفکری کاوشوں، اور تجربات سے فائدہ اُٹھاتی ہے۔

ترجمہ نگاری عربی ادب کے اہم ترین فنون میں شمار کی جاتی ہے، اس سے کاتب کو مختلف مصادر تک رسائی ملتی ہے، جس سے کاتب کی تحریر میں وسعت اور آفاقیت پیدا ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی نے کہا ہے: ''الكاتب الذي لايَعرِفُ لُغَةَ غَيرِہٖ لايَعرِفُ لغةَ اُمِّہٖ'' جو کاتب شخص صرف اپنی ایک زبان جانتا ہے، وہ اپنی زبان کی ساخت، خوبیوں اور کمزوریوں کو گہرائی سے نہیں سمجھ پاتا، کیوں کہ دوسری زبانیں سیکھنے سے ذہن میں موازنہ اور معیار پیدا ہوتا ہے، اور اس سے اپنی مادری زبان کو سمجھنے اور درست لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

ترجمہ کی اقسام

ترجمہ کی پانچ قسمیں ہیں:

۱-لفظی ترجمہ۔ ۲-آزاد ترجمہ۔ ۳-لفظی اور آزاد کے بین بین ترجمہ۔
۴-تشریحی ترجمہ۔ ۵-ملخّص ترجمہ۔

①-لفظی ترجمہ

وہ ہے جس میں ترجمہ نگار مترجم منہ زبان کے الفاظ اور کلمات کا پابند ہو، اس میں کمی بیشی نہ کرے۔

②-آزاد ترجمہ

وہ ہے جس میں ترجمہ نگار مترجم منہ زبان کی عبارت پڑھ کر سمجھ لے، اس کے بعد اپنی سوچ دوسری زبان میں منتقل کر دے، جس میں وہ کمی زیادتی بھی کرے، اس قسم میں ترجمہ نگار مترجم منہ زبان کے الفاظ کا پابند نہیں ہوتا۔ یہ فصیح ترجمہ کہلاتا ہے۔

③-لفظی اور آزاد کے بین بین ترجمہ

یہ ترجمہ کی وہ قسم ہے، جس میں ترجمہ نگار ترجمہ کرنے کے بعد کلام کو مرتب اور مہذب بنائے، اور اسے اس انداز سے ڈھالے جس سے اس کا ترجمہ ہونا معلوم نہ ہو، بلکہ قاری یہ سمجھے کہ یہ اسی زبان کا ایک

مستقل کلام ہے۔

④-تشریحی ترجمہ

یہ وہ قسم ہے جس میں ترجمہ نگار مترجَم منہ زبان کے الفاظ وعبارات کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ کچھ تشریحی کلمات بھی شامل کرے، جس سے ترجمہ کی مزید وضاحت ہوجائے، اور الگ سے اس عبارت کی تشریح کی ضرورت نہیں ہوتی۔

⑤-ملخص ترجمہ

یہ ترجمہ کی وہ قسم ہے، جس میں ترجمہ نگار مترجَم منہ زبان کی نص کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرے، اس میں مترجَم منہ زبان کے الفاظ وعبارات کا پابند نہ ہو، اس میں اپنی صواب دید کے مطابق تقدیم وتاخیر بھی کرے۔

ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہدایات

ترجمہ نگار کو متن کی زبان پر کامل دست گاہ ہونی چاہیے؛ کیوں کہ اسے ترجمے میں محض مفہوم کو ہی منتقل کرنا نہیں ہوتا، بلکہ اس تاثر اور کیفیت کو بھی ترجمے کا حصہ بنانا ہے جو کہ متن کی زبان میں پائی جاتی ہے۔ یہ کام آسان نہیں ہے، اس کے لیے ترجمہ نگار کو تخلیق یا تصنیف کی زبان سے کما حقہ واقف ہونا ضروری ہے۔ اس واقفیت کے تحت درج ذیل چیزیں آتی ہیں:

❶-مفہومی ترجمہ

ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی زبان کا ادبی اور فصیح ترجمہ کرے، جس سے مترجَم منہ زبان کا معنی ومفہوم مکمل طور پر واضح ہوسکے۔ بعض اوقات لوگ کسی مضمون کا لفظی ترجمہ کردیتے ہیں جس سے مفہوم کچھ کا کچھ بن جاتا ہے، اس سے اجتناب ضروری ہے۔

❷-قواعد سے واقفیت

کسی بھی زبان کو کامل صحت کے ساتھ لکھنے اور بولنے کے لیے اس کے قواعد سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ایک ترجمہ نگار کو بھی مترجَم منہ زبان سے واقف ہونا چاہیے؛ کیوں کہ اگر اسے واقفیت نہ ہوتو جملوں کی ساخت اور ترکیب کے فرق کو محسوس نہ کرسکے گا، مثلاً: عربی زبان کے قواعد کے مطابق جملہ فعلیہ میں پہلے فعل، پھر فاعل اور پھر متعلقات (مفعول بہ/ جار مجرور وغیرہ) آتے ہیں، اس قاعدے کے مطابق جملہ اس

طرح بنے گا: ’’ذَهَبَ حَامِدٌ إلى المنزل‘‘ (حامد گھر گیا)۔

اس جملہ کا ترجمہ کرتے وقت اردو قواعد کی پابندی کی گئی ہے، یعنی پہلے فاعل پھر متعلق اور اس کے بعد فعل لایا گیا ہے۔ اگر ترجمہ کے وقت اردو کے قواعد کو فراموش کر دیا جاتا تو ترجمہ عجیب وغریب ہوجاتا۔ معلوم ہوا کہ ترجمہ میں قواعد سے واقفیت ضروری ہے۔

❸-محاوروں اور کہاوتوں سے واقفیت

ہر زبان میں محاوروں اور کہاوتوں کا ذخیرہ ہوتا ہے، یہ اُس زبان کے لیے شناخت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان محاوروں اور کہاوتوں کے لغوی اور مرادی معنی، نیز ان کے پس منظر سے واقف ہو۔

محاوروں اور کہاوتوں کے ترجمے کے وقت دیکھا جائے کہ کیا مترجَم الیہ زبان میں اس کی متبادل کوئی کہاوت موجود ہے؟ اگر ہو تو اس کہاوت یا محاورہ سے اس کا ترجمہ کر دیا جائے، مثال کے طور پر عربی کی کہاوت ہے: ’’اَحَشَفًا وَسُوْءَ كِيْلَةٍ‘‘ یہ کہاوت کسی چیز میں دوہری خرابی موجود ہونے کے وقت بولی جاتی ہے۔ (حَشَف کا معنی: خراب کھجور جو پکنے سے پہلے سوکھ جاتی ہے۔ سُوْءَ كِيْلَةٍ کا معنی: تول میں کمی۔ ضرب المثل کا معنی یہ ہوا کہ: ’’خراب کھجوریں تو دے ہی رہے ہو، تول بھی پورا نہیں‘ اس کا ترجمہ اردو کی اس کہاوت سے کیا جاسکتا ہے: ’’کریلا اور نیم چڑھا‘‘، اردو میں یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب ایک چیز میں پہلے سے ایک برائی موجود ہو اور اس پر مزید ایک اور برائی کا اضافہ ہوجائے؛ کیوں کہ کریلا ویسے بھی بہت کڑوا ہوتا ہے، اور نیم بھی بہت کڑوا درخت ہے، اگر کریلا نیم پر چڑھ جائے تو گویا کڑواہٹ اور زیادہ بڑھ جائے گی، اسی کے لیے کہا جاتا ہے: ’’کریلا اور نیم چڑھا۔‘‘

اور اگر مترجَم الیہ زبان میں کہاوت کا متبادل نہ ہو تو اس کے مرادی معنی کا ترجمہ کر دیا جائے، اور لفظی ترجمہ سے گریز کیا جائے؛ کیوں کہ لفظی ترجمہ مضحکہ خیز ہوگا، مثال کے طور: ’’لِلْعُلَمَاءِ نَصِيْبُ الْاَسَدِ فِيْ تَحرِ يْرِ الْبِلَادِ‘‘ علماء کا ملک کی آزادی میں بڑا کردار ہے۔ اس مثال میں ’’نَصِيْبُ الْاَسَدِ‘‘ کا لفظی ترجمہ شیر کا حصہ کرنا غلط ہوگا؛ کیوں کہ یہ لفظی ترجمہ ہوگا، جب کہ ’’نَصِيْبُ الْاَسَدِ‘‘ کا اردو میں بامحاورہ ترجمہ ’’اچھے کردار‘‘ سے کیا جاتا ہے۔

❹-تشبیہات اور استعارات سے واقفیت

تشبیہات واستعارات کسی بھی زبان کے ادبی پیرایۂ اظہار کا لازمی جز ہوتے ہیں، ترجمہ نگار کو

زبان کے مزاج کا رمز شناس ہونا چاہیے، اور مترجم الیہ زبان میں استعمال ہونے والی تشبیہات و استعارات سے واقف ہونا چاہیے، یہ استعارات وتشبیہات ہر زبان میں الگ الگ ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ مترجم منہ زبان میں جس چیز کو مشبہ بہ بنایا گیا ہو تو مترجَم الیہ زبان میں بھی وہی مشبہ بہ ہو، مثال کے طور پر عربی زبان میں کسی میدان کی عظیم اور قد آور شخصیت کے لیے لفظ ''عملاق'' استعمال کیا جاتا ہے، یہ واحد ہے، اس کی جمع ''عمالقة'' ہے۔ دراصل ''عمالقة'' نام کی ایک قوم تھی کہ جس کے افراد دیو قامت اور قوی ہیکل ہوتے تھے؛ اسی لیے یہ لفظ عظیم شخصیت کے لیے مستعار لیا گیا ہے، مثلاً: ''هم عمالقة الفكر والأدب''، لیکن اردو زبان میں کسی چیز کی بڑائی کے لیے ''ہمالیہ'' کا استعارہ بھی استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ ہمالیائی شخصیت، اور ہمالیائی غلطی بولتے ہیں، اسی لیے اس جملے کا اردو میں اس طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے: ''وہ فکر و ادب کی ہمالیائی شخصیتیں ہیں۔''

5 -اسماء سے واقفیت

ہر زبان میں چیزوں، مقاموں اور علاقوں کے لیے مخصوص نام ہوتے ہیں، ترجمہ نگار اگر اُن سے واقف ہو تو اسے ان کا ترجمہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے اسماء زبان کے مزاج اور قواعد کے اعتبار سے مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔

6 -مترادفات سے واقفیت

ترجمہ نگار جب ترجمہ کرتے وقت کسی لفظ کے معنی کے لیے لغت کے صفحات پلٹتا ہے تو اسے متعدد الفاظ سے سابقہ پڑتا ہے، اب یہ اس کی فہم اور زبان سے واقفیت پر منحصر ہے کہ وہ ان میں سے اس لفظ کا انتخاب کرے جو برمحل مناسب اور باموقع ہو؛ کیوں کہ بظاہر مترادفات حقیقت میں ہم معنی نہیں ہوتے، بلکہ ان میں دقیق فرق ہوتا ہے۔ اس فرق کو سمجھ کر لفظ کو اس کے مناسب محل میں استعمال کرنا ضروری ہے، مثال کے طور پر ''الحجرة'' اور ''الغرفة'' کے معنی کمرہ کے ہیں، بظاہر دونوں ہم معنی معلوم ہوتے ہیں، لیکن ان کے درمیان فرق ہے، وہ یہ کہ زمین پر بنے ہوئے کمرہ کو ''الحجرة'' جب کہ اوپر کی منزل میں بنے ہوئے کمرے کو ''الغرفة'' کہتے ہیں۔

اسی طرح بعض الفاظ مشترک ہوتے ہیں، یعنی لفظ ایک ہوتا ہے اور اس کے کئی معانی ہوتے ہیں، مثال کے طور پر ''السيارة'' کے دو معنی ہیں: ۱- قافلہ: آیتِ کریمہ: ''وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ'' (یوسف:۱۹) میں ''سيارة'' اسی معنی میں استعمال ہے۔ ۲- ٹیکسی، کار: اب یہ ترجمہ نگار پر ہے کہ

وہ عبارت کے سیاق وسباق کو دیکھ کر یہ طے کرے کہ یہاں کونسا معنی مراد ہے۔

نیز اسی طرح زبانوں میں اضداد (متضاد معانی والے الفاظ) بھی ہوتے ہیں، جن کے باہم متضاد معنی ہوتے ہیں، عربی زبان میں ایسے الفاظ کی بڑی تعداد ہے، مثال کے طور پر لفظ ''وَرَاء'' کے دو معنی ہیں: ۱- سامنے۔ ۲- پیچھے۔ اس قسم کے الفاظ کے ترجمہ کے وقت بھی ترجمہ نگار کو ہی فیصلہ کرنا ہے کہ دو متضاد معنی میں سے کونسا معنی یہاں مطلوب ہے۔

❼ -قدیم تراجم سے استفادہ

ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ گزشتہ اہلِ فن مترجمین کی ترجمہ کی ہوئی ادبی کتب سے استفادہ کرے، اسے مسلسل مطالعہ میں رکھے، اس کے لیے مختلف قدیم وجدید ترجمے اور ان کی کتابوں کی اصل عبارات کو غور سے پڑھے، عنوانات کے ترجموں پر غور کرے، مختلف ادبی تعبیرات کے انداز سمجھے۔

اس کے لیے علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے استفادہ کرے؛ کیوں کہ ان کی بیشتر کتب اردو اور عربی دونوں زبانوں میں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرکے اسے پہلے اردو میں پڑھے، پھر اس کی عربی دیکھے، ذیل میں ان کی چند کتب ملاحظہ ہوں:

۱- ''رِجَالُ الْفِكْرِ وَالدَّعْوَةِ'' اس کا اردو ترجمہ: تاریخِ دعوت وعزیمت۔

۲- ''إِذَا هَبَّتْ رِيْحُ الْإِيْمَانِ'' اس کا اردو ترجمہ: جب ایمان کی بہار چلی۔

۳- ''السِّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ'' اس کا اردو ترجمہ: نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

۴- ''مَاذَا خَسِرَ الْعَالَمُ بِانْحِطَاطِ الْمُسْلِمِيْنَ'' اس کا اردو ترجمہ: انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب۔

۵- ''مَسِيْرَةُ الْحَيَاةِ'' اس کا اردو ترجمہ: کاروانِ زندگی۔

روزانہ کے اعتبار سے ان مترجَم کتب سے استفادہ کرتے رہیں۔

❽ -ماہرینِ فن کی تصحیح

ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ ابتدائی طور پر کسی ماہرِ فن باذوق وباصلاحیت انسان سے استفادہ کرتا رہے، اپنی ترجمہ کی ہوئی عبارات اور نصوص کی تصحیح ان سے کرالیا کرے، کچھ عرصہ میں ہی مزاج ومذاق سمجھ میں آجائے گا۔ یاد رہے کہ تصحیح کراتے وقت اپنے مُشرف کو اصل عبارت اور ترجمہ کردہ عبارت دکھایا کرے، تاکہ تصحیح کا کام انتہائی تسلی بخش ہو۔

9- امانت داری

افکار کو امانت داری کے ساتھ بغیر اختصار و حذف کے منتقل کرے، اس میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا سوچ شامل نہ کرے۔

10- صبر

بسا اوقات معانی کو حل کرنے میں وقت لگ سکتا ہے۔ اس سے گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار نہ ہو، جب تک کسی پیچیدگی کو حل نہ کرلے، چین سے نہ بیٹھے، چاہے جتنا وقت لگ جائے۔

ترجمے کے مختلف مراحل

جب کسی مضمون یا کتاب کا ترجمہ کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے لیے چند مراحل سے گزرنا ناگزیر ہے:

①- کسی بھی جملہ، فقرہ یا عبارت کا ترجمہ کرتے وقت پہلے مترجم منہ زبان کے مفردات کا ترجمہ معلوم کرلیں، اس کے بعد اس جملہ میں جتنے افعال ہیں ان کا معنی معلوم کرلیں، اگر کوئی لفظ ایسا ہو کہ جس کے معنی معلوم نہ ہوں تو قاموس کی مراجعت سے اُسے حل کرلیں اور آخر میں یہ طے کریں کہ جملہ کی نوعیت کیا ہے؟ فعلیہ ہے، اسمیہ ہے یا پھر جملہ انشائیہ ہے؟ اس کے بعد ترجمہ کو مترجم الیہ زبان کے اعتبار سے درست کریں۔

②- پہلے اسے پورا غور سے پڑھ لیا جائے، تاکہ اس کی بنیادی فکر ذہن میں آجائے۔ اس کے بعد اس کے ایک ایک پیراگراف کو لے کر ترجمہ کیا جائے، پیراگراف بار بار پڑھا جائے۔ یہ بار بار پڑھنا اس ارادے سے ہو کہ اس کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے۔ اس طرح پڑھنے سے ذہن میں اس پیراگراف کے الفاظ اور جملوں کی تعبیر بہتر سے بہتر آتی جائے گی اور ذہن میں ترجمہ تیار ہوگا۔

③- اس کے بعد ترجمہ نگار کو صرف یہ کرنا ہوگا کہ وہ قلم اُٹھائے اور ذہن میں تیار شدہ ترجمہ کاغذ پر اُتار دے۔ اب اسے اس میں حذف و اضافہ کی ضرورت نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ اس میں حذف و اضافہ ذہنی عمل کے دوران ہو چکا ہوگا، گویا کہ ترجمہ تحریری عمل سے پہلے ایک ذہنی عمل ہے، یہی ترجمے کا صحیح طریقہ ہے۔ جو لوگ اس طریقے کے بجائے قلم اُٹھا کر یوں ہی ترجمہ شروع کر دیتے ہیں تو عام طور پر اُن کے ترجمے میں خامی رہتی ہے۔

④- مضمون کو مختلف اجزاء و عنوانات میں تقسیم کرلیا جائے، اس کے بعد ہر جز اور عنوان کا الگ الگ ترجمہ کرے، یہ طریقہ اس طریقہ کی بنسبت زیادہ آسان ہے جس میں موضوع کے تجزیہ کے بغیر ترجمہ نگار اَلل ٹپ ترجمہ شروع کرے، عموماً مبتدی کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا مفید ثابت ہوا ہے۔ موضوع

کے اجزاء متعین کرنے کے بعد ہر جز کو الگ کرکے لکھ دے، اور اس میں خوب غور کرکے اس کے معانی کو بلیغ عربی زبان میں منتقل کردے، اور اس کے بعد اسے اصل (مترجَم منہ زبان کی) عبارت کے ساتھ جوڑ دے، کمی بیشی حذف کرکے دوبارہ لکھ دے، اور سب سے آخر میں مترجَم منہ زبان کی عبارت سامنے سے ہٹا کر مترجَم الیہ زبان کے اصول وضوابط، اس کے زبان و بیان کو پیش نظر رکھ کر اس پر نظر ثانی کرے، املائی اغلاط دور کرے، گفتگو کی سلاست اور روانگی کو درست کرے، تاکہ قاری کو اس کے ترجمہ ہونے کا گمان نہ ہوسکے۔

۵- جملے پیچیدہ اور طویل ہوں تو ترجمے میں انھیں چھوٹے جملوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۶- محاورات اور امثال کا ترجمہ دوسری زبان کے محاورات وامثال سے کرنا بہتر ہے، ورنہ انھیں سادہ الفاظ میں بیان کردینا چاہیے۔

۷- ترجمہ میں اصل کام خیالات کی صحیح ترسیل ہے، البتہ اسلوب رواں، شستہ اور جاذب ہوتو بہتر ہے۔

ترجمہ نگار کے لیے ضروری چیزیں

ترجمہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس درج ذیل چیزیں ہر وقت موجود رہیں:

۱- لغات (ڈکشنریاں)۔ ۲- معجم اصطلاحات۔ ۳- معجم امثال ومحاورات۔ ۴- معجم مترادفات و اضداد۔ ۵- مخصوص موضوعات کی معاجم: فقہ، معاشیات، طب، سائنس، ٹیکنالوجی۔ ۶- انسائیکلو پیڈیاز۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....